ختم نبوت

کورس

موضوع

عقیدہ ختم نبوت

سبق نمبر 17

عنوان

عقیدہ رفع ونزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام فلسفہ واہل فلاسفہ کی نظر میں

انوارِ ختم نبوت ٹرسٹ پاکستان

زیرِ نگرانی

انٹرنیشنل ختم نبوۃ موومنٹ پاکستان

سبق نمبر 17 کا خلاصہ:

1) اس سبق میں یہ بتایا جائے گا کہ تمام امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع ہوا، اور وہی دوبارہ تشریف لائیں گے اور جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے وہ گمراہ ہے۔ اہل اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے، یہ امت کے عقائد متواتر میں سے ہے۔

2) آیا فلاسفہ خرق عادات یعنی خلافِ عادات کاموں یعنی معجزات کے منکر ہیں یا نہیں اگر ہیں تو وجہِ انکار کیا ہے؟ فلسفہ کی رو سے عمدہ تفصیلات۔

رفع ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اجماع امت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسد عنصری کے ساتھ رفع الی السماء اور پھر قیامت کے قریب نزول، امت محمدیہ کا اجماعی عقیدہ ہے۔ یہ امت چودہ سو سال سے اس عقیدہ پر چلی آ رہی ہے۔ وہ بھی کوئی عقیدہ ہے جو دین مکمل ہونے کے چودہ سو سال بعد طے ہو۔ اسلام کے تمام اصول وعقائد طے شدہ ہیں۔

ذیل میں کچھ حوالہ جات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول پر اجماع امت کے پیش کیے جاتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

1۔ امام ابو الحسن الاشعری (علی بن اسماعیل بن اسحاق بن سلام الاشعری (260ھ 324ھ) جو مرزا قادیانی کے نزدیک تیسری صدی ہجری کے مجدد ہیں، تحریر فرماتے ہیں کہ:

وَ أَجْمَعَتِ الْاُمَّةُ عَلٰی أَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ رَفَعَ عِيْسٰی اِلَی السَّمَاءِ۔

(کتاب الابانہ من اصول الدیانت صفحہ 46)

ترجمہ: اور امت کا اس بات پر اجماع اور اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا ہے۔

2۔ مشہور مفسر علامہ اندلسی ابوحیان محمد بن یوسف الاندلسیؒ (654ھ۔745ھ) اپنی تفسیر بحرالمحیط میں امام ابن عطیہ مالکی غرناطی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ (481ھ۔242ھ) کا اجماع نقل کرتے ہیں کہ:

وَ أَجْمَعَتِ الْاُمَّةُ عَلٰى مَا تَضَمَّنَهُ الْحَدِيْثُ الْمُتَوَاتِرُ مِنْ: أَنَّ عِيْسٰى (عليه السلام) فِي السَّمَاءِ حَيٌّ، وَ أَنَّهٗ يَنْزِلُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ۔

(تفسیر البحر المحیط: جلد2، صفحہ 756۔ تحت آیت یا عیسیٰ انی متوفیک طبع مکتبہ معروفیہ کوئٹہ)

ترجمہ: حدیث متواتر کے اس مضمون پر امت کا اجماع اور اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں اور وہ آخری زمانہ میں آسمان سے اتریں گے۔

3۔ مشہور مفسر علامہ اندلسی ابوحیان محمد بن یوسف الاندلسیؒ (654ھ۔745ھ) تحریر کرتے ہیں کہ:

وَ أَجْمَعَتِ الْاُمَّةُ عَلٰى أَنَّ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامِ حَيٌّ فِي السَّمَاءِ وَ سَيَنْزِلُ اِلَى الْاَرْضِ۔

(تفسیر النہر الماد بہامشہ تفسیر البحر المحیط: جلد2، صفحہ 473)

ترجمہ: اور امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں زندہ ہیں اور عنقریب زمین پر اتریں گے۔

4۔ مشہور مفسر الحافظ عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن کثیر القرشیؒ الدمشقی (700ھ...... 774ھ) جو مرزا قادیانی کے نزدیک چھٹی صدی ہجری کے مجدد ہیں، لکھتے ہیں کہ:

وَقَدْتَوَاتَرَتِ الْاَحَادِيْثُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهٗ أَخْبَرَ بِنُزُوْلِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامِ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ اِمَامًا عَادِلًا وَ حَكَمًا مُّقْسِطًا۔

(تفسیر ابن کثیر: جلد4، صفحہ 133، 132۔ تحت آیت وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر حدیثیں وارد ہیں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت سے پہلے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امام، عادل اور منصف حاکم بن کر نازل ہونے کی خبر دی۔

5۔ علامہ شہاب الدین حافظ احمد بن علی حجر عسقلانی شافعیؒ (773ھ...... 852ھ) جو مرزا قادیانی کے نزدیک آٹھویں صدی ہجری کے مجدد ہیں، اپنی کتاب ''تلخيص الحير كتاب الطلاق'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

وَ الْاِجْمَاعُ عَلٰى أَنَّهٗ حَيٌّ فَاتَّفَقَ أَصْحَابُ الْاَخْبَارِ وَ التَّفْسِيْرِ عَلٰى أَنَّهٗ رُفِعَ بِبَدَنِهٖ حَيًّا۔

(تلخیص الحیر کتاب الطلاق: جلد2، صفحہ 214)

ترجمہ: تمام محدثین اور جملہ مفسرین کا اس پر اجماع اور اتفاق ہے کہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) بجسدہ العنصری زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔

6۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ (ابوالفضل جلال الدین ابو بکر السیوطی (849ھ...... 911ھ) جو کہ مرزا قادیانی کے نزدیک نویں صدی کے مجدد ہیں، اپنی کتاب "**کتاب الاعلام بحکم عیسٰی علیہ السلام**" میں لکھتے ہیں کہ:

أَنَّهُ يَحْكُمُ بِشَرْعِ نَبِيِّنَا لَا بِشَرْعِهٖ نَصَّ عَلٰى ذٰلِكَ الْعُلَمَاءُ وَ وَرَدَتْ بِهِ الْاَحَادِيْثُ وَ انْعَقَدَ عَلَيْهِ الْاِجْمَاعُ۔

(الحاوی للفتاوٰی: جلد دوم، صفحہ 155۔ کتاب الاعلام بحکم عیسیٰ علیہ السلام)

ترجمہ: عیسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی ﷺ کی شرع کے مطابق کام کریں گے نہ کہ اپنی شرع سے۔ جیسا کہ نص کیا اس پر علمائے امت نے، اور اس کی تاکید میں حدیثیں وارد ہوئی ہیں اور اس پر امتِ محمدیہ کا اجماع بھی قائم ہو چکا ہے۔

7۔ امام البکریؒ (ابوالحسن محمد بن عبدالرحمٰن البکری الصدیقی الشافعی (المتوفی 905ھ) اپنی تفسیر "الواضح الوجیز" میں لکھتے ہیں:

وَ الْاِجْمَاعُ عَلٰى أَنَّهُ حَيٌّ فِى السَّمَاءِ يَنْزِلُ وَ يَقْتُلُ الدَّجَّالَ وَ يُؤَيِّدُ الدِّيْنَ۔

(بحوالہ تفسیر جامع البیان: جلد 2، صفحہ 52۔ تحت آیت اِنِّیْ مُتَوَفِّيْكَ الشیخ نورالدین السید معین بن السید صفی الدین المتوفی 889ھ)

ترجمہ: اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں وہ نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے اور دین اسلام کی تائید کریں گے۔

8۔ علامہ محدث محمد بن جعفر الکتانی (1274ھ...... 1345ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ:

وَقَدْ ذَكَرُوْا أَنَّ نُزُوْلَ سَيِّدِنَا عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامِ ثَابِتٌ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالْاِجْمَاعِ...... الخ

(نظم المتناثر من الحدیث المتواتر: صفحہ 147)

ترجمہ: اور تحقیق علماء نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول کتاب وسنت اور اجماع سے ثابت ہے۔

9۔ رئیس المتکلمین علامہ سید محمود آلوسیؒ (المتوفی 1270ھ) ختم نبوت کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یوں تحریر فرماتے ہیں کہ:

وَلَايَقْدَحُ فِی ذٰلِكَ مَاأَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَيْهِ وَاشْتَهَرَتْ فِيْهِ الْأَخْبَارُ وَلَعَلَّهَا بَلَغَتْ مَبْلَغَ التَّوَاتُرِ الْمَعْنَوِیِّ وَنَطَقَ بِهِ الْكِتَابُ عَلٰی قَوْلٍ وَ وَجَبَ الْإِيْمَانُ بِهٖ وَأُكْفِرَ مُنْكِرُهٗ كَالْفَلَاسِفَةِ مِن نُّزُوْلِ عِيْسٰی عَلَيْهِ السَّلَامِ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ۔

(روح المعانی: جلد22، صفحہ 290۔ تحت آیت ''مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ'' طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

ترجمہ: اور اس بات سے ختم نبوت کے عقیدہ پر کوئی زد نہیں پڑتی جس پر امت کا اجماع ہے اور اس پر مشہور روایات موجود ہیں اور شاید کہ یہ تواترِ معنوی کو پہنچی ہوئی ہوں اور ایک تفسیر کی رو سے یہ قرآن کریم سے بھی ثابت ہے اور اس پر ایمان لانا واجب ہے اور اس کے منکر جیسے فلاسفہ وغیرہم کافر ہیں اور وہ بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانہ میں نازل ہونا ہے۔

10۔ مشہور متکلم امام السفارینیؒ (محمد بن احمد بن سلیمان السفارینی (1114ھ...... 1188ھ) رقم طراز ہیں کہ:

وَ أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰی نُزُوْلِهٖ وَ لَمْ يُخَالِفْ فِيْهِ أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ الشَّرِيْعَةِ وَ إِنَّمَا أَنْكَرَ ذٰلِكَ الْفَلَاسِفَةُ وَ الْمُلَاحِدَةُ مِمَّا لَايُعْتَدُّ بِخِلَافِهٖ۔

(شرح عقیدہ سفارینہ: جلد2، صفحہ 90)

ترجمہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر امت کا اجماع ہے اور اہل شریعت اسلام میں سے کسی ایک نے بھی اس کی مخالفت نہیں کی اور نزولِ حضرت مسیح علیہ السلام کا انکار صرف فلاسفہ، ملاحدہ اور بے دین لوگوں نے کیا ہے کہ جن کی مخالفت نا قابل التفات ہے۔

نوٹ:

اب یہاں امام سفارینی کی عبارت میں فلاسفہ سے ردنقل ہوا تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے آیا واقعی تمام فلاسفہ اِس اور اِس جیسے خرقِ عادات معجزات کے منکر ہیں اور کیوں منکر ہیں۔ یہ بڑی مشکل بحث ہے البتہ مختصر اور خالصتاً علماء حضرات کے لیے امام غزالیؒ کے حوالے سے ذکر کی جاتی ہے۔

نظریات فلاسفہ وفلاسفہ کے معجزات پر اعتراض کا جواب

تو معلوم ہوا کہ جدید فلاسفہ (جدید کی قید اس لیے لگائی کہ قدیم فلاسفہ معجزات کے منکر نہیں ہیں۔ تفصیل آگے آجائے گی۔ ان شاء اللہ) کی طرف سے جو اعتراض تمام مادی و فعلی خلافِ عادات پر وارد ہوسکتا ہے۔ اس کی بنا علت ومعلول، سبب ومسبب اور اشیاء کے خواص کے مسئلہ پر ہے جو فلسفی (ساتھ ساتھ مرزائی، نیچری) خرقِ عادت کاموں کے وقوع کے منکر ہیں، ان کا نظریہ یہ ہے کہ یہ تمام کائنات علت ومعلول سبب ومسبب تاثیر وتأثر (ان الفاظ کی تفصیل بھی ابھی آتی ہے) کے ساتھ وابستہ ہے۔ یعنی آگ کی تاثیر جلانا ہے، پانی کی تاثیر تر کرنا، چھری کا کام کاٹنا ہے۔

یہ خواص ان سے جدا نہیں ہوسکتے ہیں لیکن کوئی چیز بغیر سبب اور علت کے وجود میں نہیں آسکتی اور نہ اس طرح ہوسکتا ہے کہ علت تامہ تو پائی جائے مگر معلول نہ ہو، سبب پایا جائے مگر مسبب وجود پذیر نہ ہو اور معجزہ وکرامت مان لینے سے یہ لازم آتا ہے کوئی چیز بغیر کسی سبب یا علت کے وجود میں آگئی اور یہ ممکن نہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کا بغیر ماں باپ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ پیدا ہونا یا اس چیز کی ماہیت بہت یا شکل تبدیلی ہوگئی ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا اژدھائے عظیمہ بن جانا یا غیر علت چیز کا علت بن جانا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا مارا پتھر پر تو پانی کے چشمے جاری ہوگئے یا کسی چیز کی جو خاصیت کبھی اس سے جدا نہ ہوسکتی ہو مگر وہ اپنے فعل کے تاثیر سے بیدار ہوجائے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام جلتی آگ میں ڈالے گئے مگر جلے نہیں وغیرہ۔

یہی اعتراض ان کو انکار پر ابھارتا ہے۔

جواب:

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے دنیا کا نظام بہت مضبوط بنایا ہے کہ ہم اس کو توڑ نہیں سکتے اور نہ ہی اس کی تخلیق شدہ اشیاء میں جو خواص ہیں ان کو ان اشیاء سے جدا کر سکتے ہیں مگر یہ بھی اللہ تعالی ہی کا نظام ہے کہ اس نے ایک چیز کے مقابلے میں دوسری طرف اس

کی ضد بنائی ہے جو پہلے کے اثر کو اور خاصیت کو باطل کر دیتی ہے۔ جیسے آگ کے لیے پانی وغیرہ۔اور کچھ اضداد تو ہمارے علم میں آچکی ہیں اور جو اضداد انسان کے علم میں نہیں آئیں وہ اَن گنت ہیں۔ اسی طرح کسی چیز کی جو علت ہمارے علم میں آچکی ہے ضروری نہیں کہ کارخانۂ قدرت میں اس کی وہی علت ہو اور اس کے علاوہ کوئی اور علت نہ ہو تو اتنے ناقص علم کی بناء پر سلسلہ کائنات کے احاطہ کا دعوٰی چھوٹا منہ بڑی بات ہے۔ درحقیقت علت ومعلول سبب ومسبب نہایت پیچیدہ کام ہے جس کی گتھیوں کو سلجھانا نہایت مشکل ہے، کیونکہ انسانی علم میں جو آیا وہ قلیل ہے اور جو پوشیدہ ہے وہ بے حد ہے تو محدود سے لامحدود کو قیاس کرنا بے وقوفی ہے۔

امام غزالیؒ نے اپنی کتاب ''تہافتہ الفلاسفہ'' میں فلسفوں کے تمام علوم کو ذکر کر کے ان کے چار مسائل کو مخالفِ اسلام قرار دیا ہے۔ ایک ان میں سے ہے علت ومعلول یا سبب مسبب۔(دیکھیے صفحہ 64 تہافہ) فرماتے ہیں ہم ان (فلسفیوں) نے ان علوم میں سے صرف چار مسائل میں جہالت کرتے ہیں۔ پہلا مسئلہ ''یہ'' کے وہ یہ کہتے ہیں کہ ''یہ جو اقتران (ملا ہوا ہونا) جو اسباب مسببات میں دیکھا جاتا ہے، وہ ضروری ولازمی ہے، پس ممکن نہیں کہ کوئی سبب بغیر مسبب کے موجود ہو یا کوئی مسبب بغیر سبب کے پایا جائے اور اس اختلاف کا اشد جمعی طبیعات میں ظاہر ہوتا ہے، پھر چاروں اختلافی مسائل ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: (خلاصہ اس کا) کہ تمام خرقِ عادات، امور ومعجزات وکرامات کی فلاسفہ تاویل کرتے ہیں اور جہاں تاویل ان سے ممکن نہ ہو سکے اس شئے کا انکار کر دیتے ہیں۔(دیکھیں صفحہ 65)

علمائے اسلام نے فلسفیوں کے اس اعتراض کا دو طریقوں سے جواب دیا

اسلام نے تمام مسببات (کسی چیز کے وجود میں آنے کے ذریعے کو سبب کہتے ہیں) وہ معلولات یعنی اس چیز کے وجود میں آنے کی وجہ جس وجہ سے وہ وجود میں آئی ہے اس کی حقیقی علت ارادۂ خداوندی کو قرار دیا ہے اور تمام عالم کو اس کے امرِ تکوینی کا عمل تصرف اور مظہرِ قدرت مانا ہے اور بغیر اس کے کسی سبب وعلت قدرت مؤثر تسلیم نہیں کی۔

چنانچہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۔ (الاعراف:54)

ترجمہ: تخلیق کرنا اور امر صرف ذات باری کا خاصہ ہے وہ رب العالمین بہت برکت وعظمت والا ہے۔

امام رازیؒ نے اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے:

ہمارے اصحاب (یعنی اہلسنت والجماعت) نے اس آیت سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ خدا کے سوائے کوئی مؤثر و موجد حقیقی نہیں۔ (تفسیر کبیر)

اسی طرح امام غزالیؒ نے بھی لکھا ہے کہ جس چیز کو عادت میں (یعنی عام روٹین میں) سبب مانا جاتا ہے اور جس چیز کو مسبب سمجھا جاتا ہے ہمارے نزدیک ان میں اقتران (ملا ہونا) ضروری نہیں بلکہ ہر دو میں سے نہ یہ وہ ہے اور نہ وہ یہ (یعنی حقیقت میں نہ تو سبب کسی چیز کا سبب ہے اور نہ مسبب اس کا مسبب) اور نہ ہی ان میں سے ایک کا اثبات دوسرے کے اثبات کو متضمن ہے پس ایک کے وجود سے دوسرے کا وجود ضروری نہیں اور نہ ایک کے عدم سے دوسرے کا عدم ضروری ہے۔ (التہافہ:صفحہ 65)

اسی طرح شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے (صفحہ 9 جلد 1) میں لکھا ہے اور معجزات کا اقرار اسباب ومسببات میں لزوم عقلی کے انکار پر موقوف ہے۔

خلاصۂ جواب:

جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ جو اسباب ومسببات کے درمیان جو اقتران نظر آتا ہے وہ بطور ملازم کے نہیں ہے بلکہ بطور عادت ہے۔ جس کا خرق خلاف ممکن و جائز ہے لیکن اس امر کے لیے ارادۂ رب العزت شرط ہے۔

دوسرا جواب:

معجزات وکرامات اور خوارق عادات کے بھی اسباب ہوتے ہیں لیکن وہ مخفی ہوتے ہیں اور عام انسانی رسائی سے بالاتر ہوتے ہیں کیونکہ عجائبات قدرت کی کوئی حد وانتہاء نہیں اور وہ سب کے سب ہمارے احاطہ علم میں ہیں بھی نہیں، پس اگر ہم کو اپنے قصورِ علم کے سبب کی امر کی علت معلوم نہیں ہوئی تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ واقعہ میں بھی اس کی علت کوئی نہیں کیونکہ عدمِ علت (علت کا نہ ہونا) اور عدم علم بالعلت (علت کے علم کا نہ ہونا) میں فرق ہے، یہی علت کے نہ

ہونے اور علت کا علم نہ ہونے میں فرق ہے۔امام غزالیؒ کی کتاب تہافہ صفحہ 88 پر اسی طرح جواب منقول ہے۔کہتے ہیں دوسرے طریق کا بیان اس طرح ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ اس کے اسباب تو ہیں لیکن ضروری نہیں کہ وہ اسباب وہی ہوں جو ہمیں معلوم ہیں بلکہ اُس ذات کے خزانوں میں ایسے ایسے عجائبات بھی ہیں جن پر کسی کو اطلاع نہیں۔ان امور کا انکار وہی کرتا ہے جو یہ کہتا ہے کہ صرف وہی کچھ ہوسکتا ہے جو میرے مشاہدے میں آجائے جس طرح کہ بعض لوگ جادو اور عجوبہ نمائی اور طلسمات اور معجزات اور کرامات کا انکار کرتے ہیں، حالانکہ ان سب کا ہونا بالاتفاق ایسے نادر و مخفی اسباب سے ثابت ہے جن پر عام طور پر اطلاع نہیں بلکہ اگر کسی شخص نے بھی سنگ مقناطیس کا لوہے کو کھینچنا دیکھا ہوا ہے اور اس کے پاس اس بات کا ذکر کیا جائے تو وہ ضرور (اس طرح ہونے سے) انکار کرے گا اور کہے گا کہ لوہے کا کام کھینچنا ممکن نہیں مگر اس صورت میں کہ اس سے ڈور باندھا جائے اور اسے کھینچا جائے کیونکہ مشاہدے میں یہی آیا ہے، حتی کہ جب وہ اس امر کا مشاہدہ کرے تو اس سے حیران رہ جائے گا اور سمجھ لے کہ میں عجائبات قدرت کے احاطہ کرنے سے قاصر ہوں۔اسی طرح خواجہ زادہ نے اور رئیس الفلاسفہ بوعلی سینا نے لکھا ہوا ہے۔

تمام عبارات کا مطلب اور خلاصہ

مطلب تمام عبارات کا اور خلاصہ یہ کہ ہم کو دو امر معلوم ہیں

1)معلول کا وجود 2)معلول کا بغیر علت کے پایا نہ جانا۔

اگر انہیں معلوم تو یہ کہ اس معلول کی علت کون سی ہے، اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہ تمام علتیں ہمارے احاطہ علم میں نہیں ہیں بلکہ قدرت کے ہزار ہا اسرار ہیں جن کی علتیں ہمارے احاطہ علم اور یہ درازادراک سے جدا و الا جدا ہیں۔پس اس ناقص علم کے ساتھ کسی معلول کی علت کے معلوم نہ ہونے سے اس معلول کے وجود وقوع سے انکار کرنا اس اصول پر مبنی ہوگا کہ مجہول سے معلوم کا انکار ہوسکتا ہے، حالانکہ یہ بالکل خلافِ قاعدہ ہے۔استدلال کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ معلوم سے مجہول کا علم حاصل کیا جائے نہ یہ کہ مجہول کی جہالت کی وجہ سے معلوم کا انکار کیا جائے۔جب یہ ثابت ہو چکا کہ انسان کا فہم اتنا ناقص ہے کہ یہ عادت میں جو ہوتا نظر آتا ہے اس کے خلاف کو محال سمجھتا ہے، کسی چیز کے واقع ہونے، وجود میں آنے کی جو وجہ یا علت سمجھ آئے اس کو حرفِ آخر

سمجھتا ہے اور جو چیز بغیر کسی سبب کے بغیر کسی علت کے وقوع میں آئے وہاں عقل کے گھوڑے لنگڑے پڑ جاتے ہیں۔

تو چاہیے کہ اگر یہ اپنی زندگی کو اور آخرت کو صحیح ڈگر پر ڈالنے کے لیے اپنی عقل کو چھوڑ کر وحی کی اور خدائی تعلیمات کی پیروی کریں کیونکہ وحی کی ابتداء عقل کا منتہا ہے، اگر عقل پر اس عقیدہ کو پرکھیں گے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ بندہ بغیر پر کے اُڑے یا بندہ بغیر اسباب کے آسمان پر چلا جائے یا آگ انسان پر (عام حالت میں) اثر نہ کرے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ لہٰذا انسان کے پاس کسی بات کو پرکھنے کے دو راستے ہیں، ایک تو پہلے گزرا عقل والا، دوسرا کسی مخبرِ صادق کی خبر کے ذریعے علم حاصل کرے۔

نمبر 1: پہلی صورت کی نسبت بہ تفصیل بالضرور یاد رہے کہ بعض مشاہدات و تجربات معجزات مختص بزمان ہوتے ہیں کہ خاص خاص اشخاص ان کو دیکھ کر فائدہ حاصل کرتے ہیں اور مختص بہ مکان ہوتے ہیں کہ ان کے حوادثات کا وقوع خاص خاص مقامات پر ہوتا ہے اور بعض مختص بزمان ہوتے ہیں کہ ان کا واضح ہونا ایک زمان خاص سے متعلق ہے، پس بنی آدم کے مشاہدات و مجربات آپس میں مساوی نہیں ہوسکتے۔

نمبر 2: لوگوں کی طبیعتیں جو علم حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں، وہ خود استعداد میں متفاوت ہیں اور یہ امر اہل فلاسفہ میں مسلم ہے۔ اس لیے ہر شخص کے کسی امر کو حاصل کرنے کی کیفیت اور اس کے ادراک کی حقیقت بھی یکساں نہیں، پس اگر کسی وقت کسی جگہ کوئی امر عجیب حادث ہو جس پر ہمارا سابق علم حاوی نہ ہو تو ہم اسے خارج از قانون قدرت کہہ کر ٹال نہیں سکتے بلکہ لازم اس واقعہ کی تصدیق کریں گے اگر چہ اس علت و سبب ہمارے علم میں نہ آئے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے اس امر کو اپنے مشاہدے سے نہیں دیکھا، ان کے اعتماد کے لیے سچی خبر کی ضرورت ہے جس طرح کہ ہم دوسری بن دیکھے چیزوں کو محض خبر سے مانتے ہیں اور باطل و بے ثبوت کی پیروی سے بچنے کے لیے اس کی صداقت کو بھی جانتے ہیں، پس اسی طرح معجزات کی خبروں کو بھی ان کے مخبروں کی حیثیت سے پرکھیں۔

اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی مخبر صادق نہیں ہوسکتا کیونکہ اللہ تعالی کی ذات آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کی ضامن ہے۔

وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡھَوٰی اِنۡ ھُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی۔

یعنی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم تشریعی کلام میں بغیر اذن الٰہی کے امرِ صاحب نہیں۔ فرماتے تو یہ ہیں ایک ایسا مخبرِ صادق مل گیا جس کی باتوں کو مان کر ہم درست سمت گامزن ہو سکتے ہیں، اگر وہ فرمائیں کہ آگ ابراہیم (علیہ السلام) پر بے اثر ہوئی تو (امنا وصدقنا)، اگر فرمائیں عصاءِ موسیٰ علیہ السلام سے بارہ راستے بے کنار بحر قلزم میں بن گئے، پانی برف کی طرح منجمد ہو گیا تو ہمیں قبول۔ اسی طرح اگر فرمائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر اٹھائے گئے، زندہ موجود ہیں، قرب قیامت دنیا میں آئیں گے، ان کے ہاتھ سے غلبۂ اسلام ہوگا تو ہمیں اس فرمان کو بھی سرِ تسلیم خم کرتے قبول کرنا ہوگا۔ جبکہ وہ متعدد فرامینِ خداوندی سے بھی تائید یافتہ ہو اور ثقہ رواۃ کے ذریعے ہم تک پہنچے اور دل میں اس کا اظہار ہو خواہ کوئی فلسفہ کا دلدادہ گمراہ طبیعت کا مالک نیچری ہو یا مرزائی، اس کے دھوکا میں اگر اہلسنت والجماعت جو نجات یافتہ جماعت ہے، اس عقائد سے الگ نہ ہو جائیں اور مَنۡ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ نہ بن جائیں۔ حق تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو اور اسی پر زندہ رکھے اور اسی پر موت دے۔ آمین یارب العالمین

مشق سبق نمبر 17

(1) امام ابن کثیرؒ مرزا قادیانی کے نزدیک کون سی صدی کے مجدد ہیں اور وہ رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

(2) امام ابوالحسن الاشعریؒ کون سی صدی کے مجدد ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول سے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

(3) وَقَدۡ ذَکَرُوۡا اَنَّ نُزُوۡلَ سَیِّدِنَا عِیۡسٰی عَلَیۡہِ السَّلَامِ ثَابِتٌ م بِالۡکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ وَالۡاِجۡمَاعِ۔ ترجمہ کریں۔

(4) اس سبق میں کون کون سے اصحاب علم سے رفع ونزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر اجماع امت نقل کیا ہے اور ان میں سے کون کون سے مرزا قادیانی کے ہاں مسلمہ مجدد ہیں؟

(5) مشہور مفسر علامہ اندلسیؒ کا قول نقل کریں، بمع ترجمہ